کتاب الصوم

روزہ کا بیان

مسئلہ:- از: جمیل احمد رضوی، بارہ، کانپور

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلے میں کہ روزہ کی حالت میں زید نے ہندہ سے زنا کیا تو ان دونوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا.

الجواب:- روزہ کی حالت میں زنا معاذ اللہ، استغفر اللہ اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو ایسے لوگوں کو بہت سخت سزا دی جاتی۔ موجودہ صورت میں یہ حکم ہے کہ اگر گناہ عام لوگوں پر ظاہر ہو گیا تو ان دونوں کو علانیہ توبہ واستغفار کرایا جائے ورنہ جن لوگوں پر ظاہر ہوا صرف انہیں لوگوں کے سامنے توبہ واستغفار کرایا جائے۔ اور قرآن خوانی ومیلاد شریف کرنے، غربا ومساکین کو کھانا کھلانے اور مسجد میں لوٹا وچٹائی رکھنے کی تلقین کی جائے کہ یہ چیزیں قبول توبہ میں معاون ہوتی ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ "وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحاً فَإِنَّهٗ يَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَاباً" (پارہ ۱۹ رکوع ۴) پھر اگر ماہ رمضان کے ادا روزہ میں ایسا ہوا تو روزہ توڑنے کے کفارہ میں دونوں ساٹھ ساٹھ روزے مسلسل رکھیں۔ اگر عذر یا بغیر عذر کے ایک روزہ بھی درمیان میں چھوٹ گیا تو ساٹھ روزہ پھر سے رکھنا پڑے گا۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ کا کفارہ ان دنوں میں رکھے کہ شروع یا درمیان میں عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخیں نہ ہوں۔ اور کفارہ کا ساٹھ ساٹھ روزہ رکھنے کے ساتھ ان دونوں پر ماہ رمضان کے ایک ایک روزہ کی قضا بھی فرض ہے۔

اور جس روزہ میں یہ گناہ سرزد ہوا اگر وہ روزہ رمضان شریف کی قضا کا تھا یا نفلی تھا تو ان صورتوں میں صرف ایک ایک روزہ قضا کی نیت سے رکھنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۷ / رجب المرجب ۱۶ھ

مسئلہ:- از: منجانب دفتر دار العلوم جماعتیہ طاہر العلوم، چھترپور (ایم۔ پی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شہر چھترپور واطراف چھترپور میں ۱۸/ جنوری ۱۹۹۹ء مطابق ۲۹/ رمضان ۱۴۱۹ھ کو مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے عید الفطر کا چاند نظر نہیں آیا لہذا ۳۰/ رمضان کو لوگوں نے روزہ رکھا صبح تقریباً آٹھ بجے خبر ملی کہ مہوبہ باندہ میں عید منائی جا رہی ہے۔ لہذا چھترپور سے دار العلوم جماعتیہ طاہر العلوم کے ناظم اعلیٰ حضرت

مولانا حافظ وقاری محمد عزیز الدین صاحب جعفری نوری و دار العلوم کے مدرس حافظ قاری مقیم احمد صاحب خطیب، بس اسٹینڈ مسجد بذریعہ جیپ مہوبہ گئے اور وہاں جاکر حضرت مولانا قاضی سید محمد حسین صاحب قاضی شہر مہوبہ وقاری سید محمد آفاق حسین صاحب و دیگر حضرات سے ہلال عید الفطر کی انتیسویں رمضان کے ہونے کی شرعی شہادت لی اور لوگوں کو عیدگاہ میں عید ملتے ہوئے دیکھا مہوبہ کے ان حضرات نے دار العلوم ربانیہ باندہ جاکر وہاں کے علماء (حضرت مولینا سید غازی ربانی صاحب وغیرہ) سے شرعی شہادت لی۔ باندہ والوں نے کانپور سے حضرت علامہ مولینا قاضی عبد السمیع صاحب قاضی شہر کانپور و مولانا قاری میکائیل صاحب ضیائی سے شرعی شہادت لے کر باندہ میں ۱۹ر جنوری ۹۹ کو عید الفطر کی نماز ادا کی اور عید منائی مہوبہ سے مولانا عزیز الدین صاحب و حافظ مقیم صاحب شرعی شہادت لے کر تقریباً ۲ر بجے دن چھترپور واپس آئے اور بس اسٹینڈ کی مسجد میں تقریباً پچاس ساٹھ آدمیوں کے سامنے شرعی شہادت دی اور لوگوں کو شہادت پر گواہ بنایا پھر یہ کہا کہ شرعی شہادت مل جانے کے بعد روزہ رکھنا جائز نہیں۔

لہذا آپ حضرات روزہ توڑ دیں بعدہ دیگر مساجد میں جاکر ان حضرات نے اعلان کر دیا۔ اس کے بعد شہر میں اختلافات ہوئے اور ان اختلافات کو ہوا دینے میں مولانا فانی صاحب نے بہت بڑا کردار ادا کیا اور جگہ جگہ کہا جن حضرات نے روزہ توڑا ہے وہ پے در پے ساٹھ روزے رکھیں کیوں کہ کفارہ واجب ہے بہر حال کچھ حضرات نے روزہ توڑا اور کچھ حضرات نے روزہ نہیں توڑا اور جعفری صاحب و حافظ مقیم صاحب کو برا بھلا کہا عید الفطر کی نماز ۲۰ر جنوری ۱۹۹۹ء کو ہوئی شہر چھترپور کے مفتی حضرت علامہ مولینا مفتی محمد لقمان صاحب قبلہ یہاں نہیں تھے عید بعد تشریف لائے لوگوں نے مختلف بیانات انہیں دیئے۔

لہذا مفتی صاحب نے حضرت مولینا ممتاز صاحب مدرس دار العلوم ہذا و حافظ مقیم صاحب مدرس دار العلوم ہذا کو کانپور بھیجا یہ دونوں حضرات قاضی شہر قاضی عبد السمیع صاحب کے پاس گئے قاضی شہر کانپور اور قاری میکائیل صاحب نے شہادت دی کہ ۲۹ رمضان بروز پیر عید الفطر کا چاند کانپور میں متعدد حضرات نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کی شرعی شہادت ہم لوگوں کو دی اور یہاں ۱۹ر جنوری ۱۹۹۹ء کو عید منائی گئی اور چاند دیکھنے والوں کی تحریریں بھی دکھائیں نیز کتاب القاضی الی القاضی کی جو صورت ہے اس کو بھی انہوں نے کیا (جس کی فوٹو کاپی منسلک ہے) دریافت طلب امر یہ ہے کہ ظہر کے بعد جن حضرات نے روزہ توڑا اور جن حضرات نے تڑوایا ان کا یہ فعل شرعی رو سے کیسا ہے غلط ہے یا صحیح؟ بیان فرمائیں نیز جن حضرات نے روزہ نہیں توڑا اور گالیاں دیں اور اس شہادت سے آگاہ ہو جانے کے بعد جس عالم نے لوگوں کو اس شرعی حکم کے خلاف بھڑکایا اور شہر میں شورش کو ہوا دی ایسے لوگوں کے لئے شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:- درمختار مع شامی جلد چہارم صفحہ ۴۰۹ میں ہے: الشهادة على الشهادة مقبولة و ان كثرت استحسانا فی کل حق علی الصحیح بشرط تعذر حضور الاصل بمرض او سفر اه مخلصاً" یعنی گواہی پر گواہی مقبول ہے اگرچہ یکے بعد دیگرے کتنے ہی درجے تک پہنچے اور مذہب صحیح پر یہ امر برحق میں جائز ہے۔ بشرطیکہ اصل گواہان کا

ادائے شہادت کے لئے مرض یا سفر کے سبب حاضر ہونا متعذر ہو۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہان اصل میں سے ہر ایک دو آدمیوں سے کہیں کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا پھر ان گواہان شرع میں سے ہر ایک آکر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں اور فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ انہوں نے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۴۹ پر ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں اگر کانپور والوں نے باندہ والوں کو اور باندہ والوں نے مہوبہ کے لوگوں کو اور انہوں نے چھتر پور والوں کو مذکورہ طریقے پر گواہ بنایا اور ہر ایک ان میں عادل تھا تو عند الشرع اٹھارہ جنوری کی رویت ثابت ہوگئی اس صورت میں ۱۹ جنوری کو چھتر پور میں روزہ توڑنا اور تڑوانا صحیح ہوا اور اگر مذکورہ طریقے پر ایک شہر کے لوگوں نے اپنی گواہوں پر دوسرے شہر کے لوگوں کو گواہ نہیں بنایا یا ان میں کوئی فاسق تھا تو ۱۸ جنوری کی رویت ثابت نہ ہوئی اس صورت میں ۱۹ جنوری کو چھتر پور میں روزہ توڑنا اور تڑوانا غلط ہوا۔ پھر اگر بعد میں ۱۸ جنوری کی رویت ثابت ہوگئی تو روزہ توڑنے اور تڑوانے والوں پر صرف توبہ لازم ہے۔ اور اگر بعد میں بھی شرعی طور پر ۲۹ رمضان کی رویت ثابت نہ ہوئی تو توبہ کی ساتھ پے در پے ساٹھ روزے رکھنا بھی لازم۔

اور جن لوگوں نے ۱۹ر جنوری کو روزہ نہیں توڑا اور مخالفت اس بنیاد پر کی کہ شرعی طور پر ۲۹ رمضان کی رویت ثابت نہ ہوئی اور روزہ تڑوایا گیا تو وہ حق بجانب ہیں ان پر کوئی مواخذہ نہیں۔ اور اگر شرعی طور پر ۲۹ کی رویت ثابت ہونے کے باوجود روزہ نہیں توڑا اور مخالفت کی تو وہ گنہگار ہوئے توبہ کریں۔ اور گالی دینے والے بہر حال توبہ کریں کہ حدیث شریف میں ہے سباب المسلم فسوق۔ و اللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

۱۱ر ذوالقعدہ ۱۹ھ

مسئلہ:۔ از: رویت ہلال کمیٹی آف نارتھ امریکہ

سعودیہ عربیہ میں چاند کی تاریخ اکثر ایک یا دو دن پوری دنیا سے آگے ہوتی ہے۔ جیسے اسی سال عید الاضحیٰ امریکہ، یورپ سے ایک دن اور پاک و ہند سے دو دن قبل وہاں ہوئی۔ رمضان و عید بھی وہاں ایک دن بیشتر ہوئی تو کیا سعودی حکومت کے اعلان پر دنیا بھر کے مسلمانوں پر رمضان اور عید و بقر عید ایک دن کرنا لازم ہے؟ یا اپنے اپنے ملک کی رویت ہلال کے مطابق عمل کریں؟

(۲) سعودی حکومت بعض سالوں میں ایسی تاریخوں میں حج کراتی ہے کہ پوری دنیا کی رویت ہلال سے ایک دن پہلے حج ہو جاتا ہے نیز رویت کے قواعد کے اعتبار سے مکہ معظمہ میں رویت ناممکن ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات ولادت قمر بھی نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں حج ہوتا ہے یا نہیں؟

(۳) امسال ۲۶؍مارچ جمعہ کو سعودی حکومت نے حج کرایا جبکہ اس دن امریکہ کی رویت ہلال کے مطابق ۸؍ذی الحجہ اور پاک و ہند کی رویت کے مطابق ۷؍ذی الحجہ تھی علم ہیئت کے اعتبار سے ۱۷؍مارچ ۱۹۹۹ء مطابق ۲۸؍ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ بروز بدھ پوری دنیا میں رویت ہلال ممکن نہ تھی۔ امریکہ خصوصاً کیلفورنیا جہاں کا وقت سعودی عرب سے گیارہ گھنٹے پیچھے ہے ۱۷؍مارچ کو مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہ آیا۔ لیکن سعودی عرب میں اسی دن چاند ہونے کا اعلان ہوگیا۔ جبکہ اس دن ۲۸؍ذی القعدہ تھی۔ تو کیا ایسا شرعاً یا عقلاً ممکن ہے کہ مشرق و مغرب میں کہیں چاند نہ ہو صرف سعودی عرب میں ۲۸ تاریخ کو نظر آجائے؟

(۴) خیر رمضان و عید تو لوگ ہر جگہ ہر ملک میں اپنے اپنے اعتبار و ثبوت سے کر سکتے ہیں یا کر لیتے ہیں لیکن وقوف عرفہ تو سب کو سعودی، حکومت کے اعلان پر ہی کرنا ہوتا ہے۔ تو ایک دن پہلے وقوف عرفہ ہونے کی صورت میں اگر حج نہیں ہوتا تو عوام کیا کریں؟ اگر پوری دنیا کے مسلمان اس بات پر احتجاج کرتے ہوئے سعودی حکومت کو توجہ دلائیں اور صحیح تاریخ میں حج کرانے کا مطالبہ کریں تو ان کا یہ اقدام جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا.

الجواب:- (۱) کسی ملک میں بعض ملکوں سے ایک دن قبل یا کسی شہر میں بعض دوسرے شہروں سے ایک روز پہلے چاند کی رویت تو ہوسکتی ہے لیکن ساری دنیا سے ایک یا دو دن پہلے سعودی عربیہ یا کسی دوسرے ملک میں چاند کی رویت ہرگز نہیں ہوسکتی کہ جس ملک میں چاند نظر آئے گا جو ممالک اس سے مغرب میں واقع ہیں ان میں بھی کہیں نہ کہیں نظر آجائے گا۔ ساری دینا میں صرف ایک ملک کے لئے چاند کی پیدائش ہو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ پھر ایک ملک کے اعلان پر کسی دوسرے ملک میں بلکہ ایک شہر کے اعلان پر دوسرے شہر میں بھی رمضان یا عید و بقرعید کا دن ٹھہرا لینا جائز نہیں کہ اعلان رویت کہ حدود صرف شہر اور اس کے حوالی ہیں جیسا کہ خاتم المحققین حضرت علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی نے ردالمحتار جلد دوم مطبوعہ نعمانیہ دیوبند صفحہ ۹۱ اور منحۃ الحقائق حاشیہ بحرالرائق جلد دوم مطبوعہ کوئٹہ پاکستان صفحہ ۲۷۰ پر افادہ فرمایا ہے لہذا سعودی حکومت کے اعلان پر دنیا بھر کے مسلمانوں پر عید وغیرہ ایک ہی دن کرنا لازم تو کیا جائز بھی نہیں۔

البتہ اگر کسی جگہ دوسرے ملک یا دوسرے شہر کی رویت ہلال شرعی طور پر اپنے تمام شرائط کے ساتھ ثابت ہوجائے تو وہاں کے لوگوں پر اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوجائے گا۔ یعنی شہادت، شہادت علی الشہادۃ، شہادۃ علی القضاء، کتاب القاضی الی القاضی یا استفاضہ سے اس لئے کہ اگرچہ بعض لوگوں کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر ہے لیکن ظاہر الروایت اور احوط یہی ہے کہ وہ معتبر نہیں یہاں تک کہ اہل مغرب کی رویت اگر اہل مشرق پر بطریق ایجاب ثابت ہوجائے تو اس کے بمطابق ان پر عمل لازم ہو جائے گا۔ بحرالرائق جلد دوم صفحہ ۲۷۰ میں ہے: "یلزم اھل المشرق برویۃ اھل المغرب و قیل یعتبر فلا یلزمھم برویۃ غیرھم اذا اختلف المطالع وھو الاشبہ کذا فی التبیین والاول ظاھر الروایۃ وھو الاحوط کذا فی فتح القدیر وھو ظاھر المذھب و علیہ الفتویٰ کذا فی الخلاصۃ. اھ" اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۹۶ میں ہے:

"اختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاہر المذہب و علیہ اکثر المشایخ و علیہ الفتویٰ فیلزم اہل المشرق برویۃ اہل المغرب اذا ثبت عندہم رویۃ اولئک بطریق موجب. اھ"

لیکن ریڈیو وغیرہ سے چاند کی رویت کا اعلان چند وجوہ مقبول نہیں۔ اول اس کی بہت سی خبریں جھوٹی ہوتی ہیں۔ دوم خبر دینے والے عموماً کافر یا فاسق ہوتے ہیں۔ سوم اپنا دیکھنا نہیں بیان کرتے بلکہ دوسروں کا دیکھنا بیان کرتے ہیں۔ اور اگر بالفرض اپنا دیکھنا ہی بیان کریں تب بھی مقبول نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ: "آڑ سے جو آواز سموع ہو اس پر احکامِ شرعیہ کی بناء نہیں ہوسکتی کہ آواز سے آواز مشابہ ہوتی ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۲۷) چہارم کبھی نا اہل مفتی کے فیصلہ کی خبر دیتے ہیں۔ پنجم کبھی بازار میں اڑی ہوئی افواہ کا اعلان کر دیتے ہیں۔ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۹۷ میں ہے: "قد تشیع اخبار یتحدث بہا سائر اہل البلدۃ و لا یعلم من اشاعہا کما ورد ان فی آخر الزمان یجلس الشیطان بین الجماعۃ فیتکلم الکلمۃ فیتحدثون بہا و یقولون لاندری من قال فمثل ہذا لاینبغی ان یسمع فضلا ان یثبت بہ حکم. اھ" اور پھر عید و بقر عید وغیرہ گیارہ مہینوں کے لئے گواہی شرط ہے اور ریڈیو کے ذریعہ گواہی بھی ہو تو وہ معتبر نہیں۔

اور نجدی وہابی کے متعلق رئیس المحققین حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: "اتباع عبدالوہاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون و ان من خالف اعتقادہم مشرکون و استباحوا بذلک قتل اہل السنۃ و قتل علمائہم." یعنی عبدالوہاب کے ماننے والے نجد سے نکلے اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ وہ لوگ اپنا مذہب حنبلی بتاتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ صرف وہی لوگ مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کی مخالفت کریں وہ کافر و مشرک ہیں۔ اس لئے ان لوگوں نے اہل سنت و جماعت اور ان کے عالموں کے قتل کو جائز ٹھہرایا۔" (ردالمحتار جلد سوم صفحہ ۳۰۹)

اور دیوبندی مسلک کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد ٹانڈوی عرف مدنی سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔" (شہاب ثاقب صفحہ ۴۳) اور دیوبندی مسلک کے ایک دوسرے معتمد و مشہور مولانا خلیل احمد انبیٹھی لکھتے ہیں: "کفر الوہابیۃ اتباع محمد بن عبد الوہاب الامۃ." یعنی محمد بن عبدالوہاب کے وہابی چیلوں نے امت کی تکفیر کی۔ (المہند صفحہ ۳۷) اور جو کسی مسلمان کی تکفیر کرے یعنی اس کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ ہو تو اسے کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما. رواہ الشیخان" یعنی جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر خود اس پر پلٹ آیا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ

صفحہ ۴۱۱) اور اس حدیث کے تحت حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اللہ الباری تحریر فرماتے ہیں: "رجع الیه تکفیره لکونه جعل اخاه المؤمن کافرا فکانه کفر نفسه. اھ ملخصاً" (مرقاۃ جلد ۹ صفحہ ۱۳۷) اور سعودی حکومت محمد بن عبدالوہاب ہی کے عقیدے پر ہے تو امت مسلمہ کو کافر قرار دینے کے سبب وہ مسلمان نہیں۔ اس لئے بھی اس کا کوئی اعلان قابل اعتبار نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا اعلان ہرگز نہ مانیں۔ اپنے شہر اپنے ملک یا کسی شہر اور کسی ملک کے سنی صحیح العقیدہ سے چاند کی رویت بطریق ایجاب ثابت ہو تو اس کے مطابق عمل کریں۔ و اللّٰہ تعالیٰ اعلم.

(۲) ایک دن پہلے کرنے سے حج نہیں ہوتا ہے جیسا کہ ہدایہ کتاب الحج مسائل منشورہ صفحہ ۲۸۳ اور شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۲۹۰ میں ہے اس لئے کہ جس عبادت کے لئے جو وقت مقرر ہے اگر اس سے پہلے وہ کی جائے تو ادا نہیں ہوتی۔ و اللّٰہ تعالیٰ اعلم.

(۳) علم ہیئت کے مطابق جب تک کہ چاند سورج سے دس درجہ بلکہ زیادہ دوری پر نہ ہو عادۃ رویت ہلال ممکن نہیں۔ اور چاند پورے دن رات میں بارہ درجے مسافت طے کرتا ہے۔ لہٰذا اگر سعودی عرب میں ۱۷ مارچ کو رویت ہوتی تو کیلیفورنیا شہر میں جہاں کا وقت سعودی عرب سے گیارہ گھنٹے پیچھے ہے چاند کی سورج سے تقریباً پندرہ درجے دوری کے سبب مطلع صاف ہونے کی صورت میں اس کی رویت ضرور ہو جاتی لیکن وہاں رویت نہ ہوئی جس سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ سعودی عرب میں چاند ہونے کا اعلان سراسر غلط ہے کہ جب علم ہیئت کے اعتبار سے اس روز پوری دنیا میں رویت ہلال ممکن نہ تھی اور کہیں وہ نظر بھی نہ آیا تو صرف سعودی عرب میں اس تاریخ کو چاند کی رویت ہو جائے اور مشرق و مغرب میں کہیں چاند نہ ہو یہ کسی طرح ہرگز نہیں ہو سکتا۔ و اللّٰہ تعالیٰ اعلم.

(۴) جب کہ ایک دن پہلے وقوف عرفہ کرانے کے سبب حج نہیں ہوتا تو ساری دنیا کے مسلمانوں پر اس کے متعلق احتجاج کر کے سعودی حکومت کو توجہ دلانے اور صحیح تاریخ میں حج کرانے کے لئے مطالبہ کرنے کا اقدام جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔ و اللّٰہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی — کتبہ: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسئلہ: -از: حاجی محمد توفیق رضوی، رضا اکیڈمی، نائگاؤں بازار، ناندیڑ

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت ان مسائل میں کہ:

(۱) نوری رضوی تقویم بارگاہ میں حاضر ہے۔ روزہ افطار سحری اسی تقویم سے کئے جاتے ہیں کیا اس سے مذکورہ بالا چیزوں پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) یہاں مشہور ہے کہ صبح صادق سے ۲۲ منٹ قبل سحری بند کر دی جائے۔ کیا ایسا کرنا درست ہے کیوں کہ ایک پرانی تقویم جو کہ حیدرآباد نظام کے زمانہ کی بنی ہوئی ہے اس میں بھی یہی ہے؟ بینوا توجروا.

الجواب:- (۱) نوری رضوی تقویم کئی مقام سے جانچی گئی صحیح ثابت ہوئی اس کے مطابق عمل کر سکتے ہیں۔ اطمینان کے لئے بریلی شریف سے بھی تصدیق حاصل کرلیں۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) صبح صادق سے ۲۲ منٹ قبل سحری بند کر دینا درست تو ہے لیکن ضروری نہیں بلکہ صبح صادق تک آدمی کھا، پی سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔" یعنی کھاؤ اور پیو اس وقت تک کہ فجر کا سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے ممتاز ہو جائے۔ (پارہ ۲ سورۂ بقرہ، آیت ۱۸۷) و اللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

۱۷؍ جمادی الآخرہ ۲۰ھ

مسئلہ:- از: محمد شاہ عالم قادری، پرسواں، میر گنج، جونپور

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ کن روزوں میں رات ہی سے نیت کرنا ضروری ہے؟

الجواب:- ادائے رمضان اور نذر معین اور نفل کے علاوہ باقی روزے مثلاً قضائے رمضان اور نذر غیر معین اور نفل کی قضا (یعنی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضاء) اور نذر معین کی قضا، اور کفارہ کا روزہ اور حرم میں شکار کرنے کی وجہ سے جو روزہ واجب ہوا وہ اور حج میں وقت سے پہلے سر منڈانے کا روزہ اور تمتع کا روزہ ان سب میں عین صبح چمکتے وقت یا رات میں نیت کرنا ضروری ہے۔ درمختار مع ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۸۵-۸۷ میں ہے: "يصح اداء صوم رمضان و النذر المعين و النفل بنية من الليل الى الضحوة الكبرى لا بعدها و لا عندها الشرط للباقى من الصيام قران النية للفجر و لو حكما وهو تبييت النية للضروة." و اللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی

کبتہ: خورشید احمد مصباحی

۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

مسئلہ:- از: شمس الدین احمد، بھیرہواں، نیپال

رمضان شریف میں دن ڈوبنے سے کچھ پہلے یہ جانتے ہوئے کہ ابھی افطار کا وقت نہیں ہوا ہے بلا عذر شرعی روزہ توڑ دیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:- اگر واقعی افطار کا وقت نہیں ہوا تھا اور جان بوجھ کر بلا عذر شرعی روزہ توڑ دیا اور رات ہی سے اس کے ادا کی نیت کی تھی تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہے۔ ایسا ہی بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۲۰ پر ہے۔ اور سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ: "کسی نے بلا عذر شرعی رمضان مبارک کا ادا روزہ جس کی نیت رات سے کی تھی بالقصد کی غذا یا دوا یا نفع رساں شی سے توڑ ڈالا اور شام تک کوئی ایسا عارضہ لاحق نہ ہوا جس کے باعث شرعاً آج روزہ رکھنا ضرور نہ ہوتا تو

اس جرم کے جرمانہ میں ساٹھ روزے پے در پے رکھنے ہوتے ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۶۰۰) اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ...... پے درپے ساٹھ روزے رکھے یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے اور روزے کی صورت میں اگر درمیان میں ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ روزے رکھے پہلے کے روزے محسوب نہیں ہوں گے اگرچہ انسٹھ رکھ چکا تھا۔ اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو گر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں شمار کئے جائیں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔" (بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۲۳) اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: "یہاں باندی غلام کہاں جنہیں آزاد کرنے پر قدرت ہو جب اس پر قدرت نہیں تو پے در پے دو ماہ کے بے فصل روزے اس پر لازم جس نے بے وجہ مقبول شرع قصداً روزہ اس طرح توڑا جس میں کفارہ لازم......پے در پے روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے اگر کوئی عاجز نہ ہو روزے پے در پے دو ماہ بے فصل رکھ سکے اور روزے نہ رکھے تو ساٹھ مسکین نہیں اگر ساٹھ ہزار مساکین کو کھانا دیگا کفارہ ادا نہ ہوگا۔" (فتاویٰ مصطفویہ حصہ سوم صفحہ ۴۷) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مع خانیہ صفحہ ۲۱۵ میں: "كفارة الفطر و كفارة الظهار واحدة وهي عتق رقبة مؤمنة او كافرة فان لم يقدر على العتق فعليه صيام شهرين متتابعين و ان لم يستطع فعليه اطعام ستين مسكينا صاعا من تمر اوشعيرا و نصف صاع من حنطة.اه" و الله تعالىٰ اعلم۔

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی
کتبہ: کمیر الدین حبیبی مصباحی
۱۳ر جمادی الآخرہ ۱۴۱۹ھ

مسئلہ:- از: شبیر احمد مصباحی، مدرسہ حنفیہ عالم خاں جونپور

ہوائی جہاز پر افطار کب کرے؟ کیا اپنے شہر کے برابر جہاز پہنچ جائے تو شہر کے وقت کے اعتبار سے افطار کرنا صحیح ہے؟ جبکہ سورج جہاز پر رہنے کی وجہ سے دکھائی دیتا ہے؟ بینوا توجروا.

الجواب:- سورج کے تمام وکمال ڈوبنے کا تعین ہونے پر افطار کا حکم ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج ڈوبنے تک روزے پورے کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ اس کا ارشاد ہے: "ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيلِ." اسی آیت کے تحت ممتاز الفقہاء ملا جیون علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: "الآية تدل على تمام حد الصوم اعنى الامساك عن الاكل و الشرب و الوطى نهارا مع النية." یعنی پھر رات آنے تک روزے پورے کرو یہ آیت روزے کے حد پورے ہونے پر دلالت کرتی ہے یعنی کھانے پینے اور وطی سے پورے دن نیت کے ساتھ اپنے آپ کو روکے رہنا۔ (تفسیرات احمدیہ صفحہ ۷۹) اور دن کا اطلاق شرعی صبح صادق سے سورج ڈوبنے تک ہوتا ہے۔ اور سورج ڈوبنے کا اعتبار اسی جگہ کا ہوگا جہاں روزہ دار ہے تو جب

ہوائی جہاز پر سفر کرنے والے کو سورج نظر آرہا ہے تو شہر کے برابر جہاز پہنچنے پر اس شہر کے وقت کے اعتبار سے افطار کرنا ہرگز جائز نہیں کہ اس کے حق میں ابھی سورج ڈوبا ہی نہیں۔ لہذا اس پر لازم ہے کہ جب اوپر کے اعتبار سے سورج ڈوبنے کا اسے یقین ہو جائے تب افطار کرے۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ: عبدالحمید الرضوی المصباحی

۱۶؍ جمادی الآخرہ ۲۱ھ

مسئلہ: -از: اقبال احمد، جونپور، یوپی

زید نے پچیس برس روزہ نہ رکھا اب وہ چاہتا ہے کہ اس فرض سے بری ہو جائے تو کیا فدیہ ادا کرنے سے بری ہو جائے گا جب کہ اس کے اندر اتنی طاقت ہے کہ روزہ رکھ سکتا ہے؟

(۲) زید کی نمازیں بے شمار قضا ہیں اس کو پنجوقتہ کے ساتھ پڑھتا ہے کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ جلد از جلد اس کے سر کا بوجھ ٹل جائے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: - زید کے اندر جب روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو وہ فدیہ ادا کرنے سے ہرگز بری نہیں ہوگا اس پر ان تمام روزوں کی قضا فرض ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں: ''فدیہ یہ صرف شیخ فانی کے لئے رکھا گیا ہے جو بہ سبب پیرانہ سالی حقیقتاً روزہ کی قدرت نہ رکھتا ہو نہ آئندہ طاقت کی امید کہ عمر جتنی بڑھے گی ضعف بڑھے گا اس کے لئے فدیہ کا حکم ہے اور جو شخص روزہ خود رکھ سکتا ہو ایسا مریض نہیں جس کے مرض کو روزہ مضر ہو اس پر خود روزہ رکھنا فرض اگرچہ تکلیف ہو۔'' (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۲۰۲)

اور حاشیہ فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ ۳۹۶ پر ہے: ''جتنے روزے ذمہ میں جب تک اس کو قوت ہو فرض ہے کہ ان کی قضا کرے قوت ہوتے ہوئے ان کا فدیہ ادا کرنا کافی نہ ہوگا۔ اھ'' اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں: "لیس علی غیرہ الفداء (ای الشیخ الفانی) لان نحو المرض و السفر فی عرضۃ الزوال فیجب القضاء و عند العجز بالموت تجب الوصیۃ بالفدیۃ. (شامی جلد دوم صفحہ ۱۳۰) و اللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) زید کی جو بے شمار نمازیں قضا ہیں ان کے جلد سے جلد ادا کرنے کی آسان صورت یہ ہے کہ ہر روز ہر وقت کی قضا نمازوں کو اس طریقہ تخفیف کے ساتھ جس قدر ہو سکے پڑھے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سبحان ربی العظیم سبحان ربی الاعلیٰ کی جگہ صرف ایک ایک بار کہے اور فرضوں کی تیسری، چوتھی رکعت میں ''الحمد شریف'' کی جگہ فقط سبحان اللہ، سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع میں چلا جائے مگر وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں پڑھنا ضروری ہے اور وتروں میں دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط تین یا ایک بار ''ربی اغفرلی'' کہے۔ اور پچھلی التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا

کی جگہ صرف "اللهم صلی علی سیدنا محمد و آله" کہہ کر سلام پھیر دے۔ اسی طرح اس وقت تک اپنی قضا نمازوں کو ادا کرتا رہے جب تک اسے خوب خوب یقین و اطمینان نہ ہو جائے اور قضا باقی رہنے کا گمان ختم نہ ہو جائے۔ ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد ۳ صفحہ ۶۲۱ اور ۶۲۲ میں ہے۔ و الله تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدیؔ

کتبہ: محمد اویس القادری امجدی
۵۲ر جمادی الاولی ۲۰ھ

مسئلہ:- از: عبدالغفار وانی، سوئی بگ، بڈگام (کشمیر)

نسیم رحمت حصہ سوم صفحہ ۱۴ پر ہے کہ سال بھر میں پانچ روزہ حرام ہے عید الفطر، عید الاضحیٰ کے دو روزے اور تین روزے ایام تشریق کے حرام ہیں۔ ذوالحجہ کی گیارہویں، بارہویں، اور تیرہویں تاریخ کو ایام تشریق کہتے ہیں اھ۔ جبکہ انوار الحدیث صفحہ ۲۳۸ پر ہے کہ یکم شوال اور دس گیارہ بارہ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ دونوں میں سے کون سی عبارت درست ہے؟ بینوا توجروا.

الجواب:- عید و بقر عید اور ایام تشریق یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی یعنی قریب بحرام ہے ایسا ہی بہار شریعت جلد پنجم صفحہ ۱۴۲ پر ہے۔ اور ہدایہ جلد اول صفحہ ۲۰۸ پر ہے: "لو قال لله علی صوم هذه السنة افطر یوم الفطر و یوم النحر و ایام التشریق و قضاها. للنهی عن الصوم فیها. اھ" اور ایسا ہی فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۱۰ پر ہے۔ اور اسی طرح حضور فقیہ ملت کی تصنیف "عجائب الفقہ" صفحہ ۱۸۰ پر بھی ہے۔ لہذا نسیم رحمت کی روایات درست ہے۔ اور ایسا ہی انوار الحدیث کی پہلی لیتھو طباعت میں بھی ہے البتہ فوٹو آفسیٹ کی ابتدائی چند اڈیشنوں میں پاکستانی کتابت کی غلطی کی بنا پر ۱۳ر ذوالحجہ چھوٹ گیا تھا جس کی تصحیح کے ساتھ کئی اڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ و اللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدیؔ

کتبہ: عبدالمقتدر نظامی مصباحی
۵ر محرم الحرام ۲۲ھ

مسئلہ:- از: غلام محی الدین، متعلم الجامعۃ الاسلامیہ، روناہی، فیض آباد (یوپی)

۲۹ر رمضان المبارک کو رویت نہ ہونے کی صورت میں ۳۰ر رمضان کو عید کی نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ عدم جواز کی صورت میں نماز پڑھانے والے امام اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے مقتدیوں پر کیا حکم نافذ ہوگا؟ کیا ان پر کفارہ لازم ہے اور انہوں نے حدیث کی مخالفت قصداً کی ان پر شرع کا حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا.

الجواب:- ۲۹ر رمضان المبارک کو کسی بھی سبب سے چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ دن پورا کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: "صوموا الرویته و افطروا الرویته فان اغمی علیکم فاقدروا له ثلثین." یعنی چاند دیکھ

کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑو اگر انتیس کو چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرو۔ (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۳۴۷) اور حدیث شریف میں ہے: "لا تصوموا حتی تروا الهلال و لا تفطروا حتی تروه فان اغمی علیکم فاقدروا له." یعنی جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور جب تک چاند نہ دیکھ لو افطار نہ کرو اگر ابر و غبار ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو تیس دن کی مقدار پوری کر لو۔ (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۵۶)

لہذا اگر ۲۹ رمضان کی رویت نہ ہوئی تو جن لوگوں نے بغیر ثبوت شرعی عید کی نماز پڑھ لی ان پر ایک روزہ کی قضا اور توبہ لازم ہے۔ ہاں اگر بعد میں ۲۹ رمضان کی رویت ثبوت شرعی سے ثابت ہوگئی تو روزہ کی قضا نہیں مگر توبہ کرنا ضروری ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ: "جو لوگ غیر ثبوت شرعی کو ثبوت مان کر عید کر لیں ان پر ایک روزہ کی قضا ہے اگر چہ واقع میں وہ عید ہی کا دن ہو مگر یہ کہ بعد ثبوت شرعی اس دن کی عید ثابت ہو جائے تو اب اس روزہ کی قضا نہ ہوگی صرف بے ثبوت شرعی عید کرنے کا گناہ رہے گا جس سے توبہ کریں۔" (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۶۸)

لہذا جس امام نے بغیر ثبوت شرعی ۳۰ رمضان کو عید کی نماز پڑھائی تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ علانیہ توبہ و استغفار کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے اور جن لوگوں نے اس امام کی اقتداء میں عید کی نماز پڑھی ہے وہ بھی توبہ کریں اور ان پر کفارہ نہیں۔ صرف قضا ضروری ہے۔ اور حدیث شریف کی قصداً مخالفت کرنے کی وجہ سے ان پر توبہ ضروری ہے۔ و الله تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ: محمد ہارون رشید قادری کمبولوی گجراتی
۵ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

مسئلہ:- از: کمال اختر، سنولی بازار، مہراج گنج، یوپی

روزہ کی حالت میں کولگیٹ منجن کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب:- روزے کی حالت میں کالگیٹ اور منجن کرنا ناجائز و حرام نہیں ہے جب کہ یقین ہو کہ اس کا کوئی جز حلق میں نہ جائے گا ہاں مکروہ ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۶۱۴ میں ہے منجن ناجائز و حرام نہیں جب کہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جز حلق میں نہ جائے گا مگر بے ضرورت صحیحہ کراہت ضرور ہے۔ درمختار میں ہے: "کره ذوق شئ الخ" و الله تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ: محمد مفید عالم مصباحی
۸ شعبان المعظم ۱۸ھ

مسئلہ:- از: محمد ارشد رضا مصباحی، سمری، دیوریا

افطار کے وقت کی دعا افطار کی بعد پڑھے یا پہلے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:- افطار کی وقت کی دعا افطار کرنے کے بعد پڑھے نہ کہ افطار کے پہلے فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۶۵۱ میں ہے: ''فی الواقع اس کا محل بعد افطار ہے'' ابو داؤد عن معاذ بن زهره انه بلغه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا افطر قال اللهم لك صمت و علی رزقك افطرت فحمل افطر علی معنی اراد الافطار صرف عن الحقیقة من دون حاجة الیه و ذا لا یجوز و هکذا فی افطرت۔" حضرت ملا علی قاری مرقات شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں: "کان اذا افطر قال ای دعا و قال ابن الملك ای قرأ بعد الافطار الخ انتهی بالفاظه۔" و اللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ: شاہد رضا نوری

مسئلہ:- از: ڈاکٹر اے، ایس، خان چھترپور

انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

الجواب:- انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا چاہے گوشت میں لگوائے یا رگ میں کیوں کہ اس سلسلے میں حکم شرعی یہ ہے کہ قصداً کھانے پینے اور جماع کے علاوہ ایسی دوا یا غذا سے روزہ ٹوٹے گا جو پیٹ یا دماغ میں داخل ہو۔ دوا تر ہو یا خشک جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ رحیمیہ صفحہ ۱۰۴ میں ہے: "و فی دواء الجائفة و الآمّة اکثر المشایخ علی ان العبرة للوصول الی الجوف و الدماغ لا لکونه رطبا او یا بساحتی اذا علم ان الیابس وصل یفسد صومه و لو علم ان الرطب لم یصل لم یفسد هکذا فی العنایة. اھ" دماغ میں داخل ہونے سے اس لئے روزہ ٹوٹے گا کہ دماغ سے پیٹ تک ایک منفذ ہے جس کے ذریعہ دواء وغیرہ پیٹ میں پہنچ جاتی ہے ورنہ درحقیقت پیٹ میں کسی چیز کا داخل ہو کر رک جانا ہی فساد صوم کا سبب ہے۔ جیسا کہ بحرالرائق جلد دو صفحہ ۳۰۰ میں ہے: "قال فی البدائع و هذا یدل علی ان استقرار الداخل فی الجوف شرط لفساد الصوم و فی التحقیق ان بین الجوفین منفذا اصلیا فما وصل الی جوف الرأس یصل الی جوف البطن کذا فی العنایة. اھ ملخصاً"

گوشت میں انجکشن لگنے سے دوا پیٹ یا دماغ میں کسی منفذ کے ذریعہ داخل نہیں ہوتی بلکہ مسامات کے ذریعہ پورے بدن میں پھیل جاتی ہے اور مسامات کے ذریعہ کسی چیز کے داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۰۴ میں ہے: "و ما یدخل من مسام البدن من الدهن لا یفطر هکذا فی شرح المجمع. اھ"

اسی طرح رگ میں انجکشن لگنے سے بھی دوا پیٹ یا دماغ میں منفذ سے داخل نہیں ہوتی بلکہ رگوں سے دل یا جگر میں پہنچتی ہے اور پھر وہاں سے رگوں کے ذریعہ ہی پورے بدن میں پھیلتی ہے ان رگوں کو شرائین یا آوردہ کہتے ہیں جو بالترتیب دل یا جگر سے نکلی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ ماہر علم طب حضرت علامہ محمود چغینی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "اما العروق الضوارب التی تسمی

الشرائین فهی نابتة من القلب فی تجویفها روح کثیر و دم قلیل و منفعتها ان تفید الاعضاء قوة الحیاة التی تحملها من القلب. و اما العروق الغیر الضوارب التی تسمی آوردہ فهی نابتة من الکبد فیها دم کثیر او روح قلیل و منفعتها ان تسقی الاعضاء الدم الذی تحمله من الکبد. اھ ملخصاً" (قانونچہ صفحہ ۳۰ مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ) و اللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی
کتبہ: محمد عماد الدین قادری

مسئلہ:- از: رضی الدین احمد، سرسیا، سدھارتھ نگر

زید کہتا ہے کہ جو شخص روزہ نہ رکھے اور بلا عذر علانیہ دن میں کھائے تو اس کے قتل کا حکم ہے۔ لہذا اس کا ذبیحہ بھی حرام ہے تو اس کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:- زید کا قول صحیح ہے کیوں کہ جو مسلمان رمضان شریف کے مہینہ میں روزہ نہ رکھے اور بلا عذر علانیہ دن میں کھائے وہ دین کا مذاق اڑانے والا مرتد ہے۔ اور مرتد کا ذبیحہ حرام ہے جیسا کہ شامی جلد دوم مطبوعہ کوئٹہ پاکستان صفحہ ۱۳۰ میں ہے: "قال شرنبلالی صورتها تعمد من لا عذر له الاکل جهارا یقتل لانه مستهزئ بالدین او منکر کما ثبت منه. اھ" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ." (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۶۵، ۶۶) اس کے تحت تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۹۵ میں ہے: "انه تعالیٰ بین ان ذلك الاستهزاء كان كفرا. اھ" اسی میں چند سطر بعد ہے: "ان الاستهزاء بالدین کیف کان کفرا باللہ و ذلك لان الاستهزاء یدل علی الاستخفاف. اھ" اور حدیقہ ندیہ جلد اول صفحہ ۲۹۹ میں ہے: "الاستخفاف بالشریعة ای عدم المبالات باحکامها و اهانتها و احتقارها کله کفر ای ردة عن الاسلام. اھ" اور فتاویٰ امجدیہ جلد چہارم صفحہ ۱۳۰ میں ہے "استخفاف کردن بشریعت کفر است اھ" اور درمختار ج ۵ ص ۲۰۹ میں ہے: "لا تحل ذبیحة غیر کتابی من وثنی و مجوسی و مرتد اھ" اور فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم صفحہ ۳۲۹ میں ہے: "مرتد کے ہاتھ کا ذبیحہ نرا حرام ہے۔ اھ"

اور اگر اس کا علانیہ کھانا پینا مذاق اڑانے اور انکار کرنے کے طور پر نہ ہو تو اگر چہ اس کا یہ فعل سخت گناہ کبیرہ اور کافروں جیسا ہے لیکن اس کے سبب وہ اسلام سے خارج نہ ہوگا۔ اور نہ اس کا ذبیحہ حرام ہوگا البتہ اسلامی حکومت میں ایسے شخص کے لئے سخت سزا ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری جلد ہفتم صفحہ ۱۸۶ میں ہے: "ان علی (رضی اللہ تعالیٰ عنه) اتی بالنجاشی الشاعر و قد شرب الخمر فی رمضان فضربه ثمانین ثم ضربه من الغد عشرین و قال ضربناك بعشرین بجرأتك علی اللہ تعالیٰ و افطارك فی رمضان. اھ" اور بحر الرائق جلد پنجم صفحہ ۴۶ میں ہے: "المفطر فی نهار رمضان یعزر و یحبس. اھ"

لہٰذا مطلق طور پر شخص مذکور کے بارے میں قتل اور ذبیحہ کے حرام ہونے کا حکم لگانا صحیح نہیں کہ یہ حکم صرف روزہ کی فرضیت کے انکار یا استہزاء کی صورت میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی — کتبہ: محمد عماد الدین قادری

مسئلہ:- از: مولانا حفیظ اللہ قادری، سرسیا، ایس نگر

کچھ لوگ رمضان میں چلتے پھرتے اور کاروبار کرتے رہتے ہیں مگر روزہ نہیں رکھتے اور علانیہ کھاتے پیتے رہتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم بیمار ہیں ایسے لوگوں کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- بیماری کے سبب روزہ نہ رکھنے کے عذر یہ ہیں کہ مریض کا مرض شدید ہو جانے یا دیر میں صحت یاب ہونے یا صحت مند کو مریض ہونے کا گمان ہو فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے محض وہم ناکافی ہے گمان غالب کی صورتیں ہیں اس کی ظاہر نفسانی پائی جاتی ہے یا اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا کسی مسلمان طبیب حاذق مستور الحال یعنی غیر فاسق نے اس کی خبر دی ہو (بہار شریعت حصہ ۵ صفحہ ۱۳۱) اور رد المحتار جلد دوم صفحہ ۱۳۶ پر ہے "مریض خافه الزيادة لمرضه و صحيح خاف المرض و خادمة خافت الضيف بغلبة الظن بأمارة او تجربة او باخبار طبيب حاذق مسلم مستور"۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں جو لوگ ماہ رمضان کے دنوں میں پھرتے ہیں اور کاروبار کرتے ہیں اگر واقعی وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہیں کہ جس کے سبب وہ روزہ نہیں رکھ سکتے تو وہ معذور ہیں روزہ نہ رکھنے پر کوئی گنہگار نہیں لیکن علانیہ کھانے پینے کے سبب وہ لوگ ظالم جفاکار سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہیں اگر یہاں اسلامی حکومت ہوتی تو انھیں سزائے قتل دی جاتی اس لئے کہ بادشاہ اسلام کو حکم ہے کہ ایسے لوگوں کو قتل کردے درمختار مع شامی صفحہ ۱۲۰ جلد ۲ پر ہے۔ "لو اكل عمدا شهرة بلا عذر يقتل" اور اسی کے تحت شامی میں ہے۔ "قال الشر نبلالی صورتها تعمد من لا عذر له الا كل جهارا يقتل لا نه مستهزئ بالدين او منكر لما ثبت منه بالضروة و لا خلاف فی حل قتل" اھ (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

لیکن موجودہ صورت میں جو کہ یہاں اسلامی حکومت نہیں ہے تو ایسے لوگ اگر علانیہ کھانے پینے سے باز نہ آئیں تو انکا سخت سماجی بائیکاٹ کیا جائے۔ قال اللہ تعالی: "وَ اِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ"۔ (پارہ ۷ رکوع ۱۴) واللہ تعالی اعلم۔

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی — کتبہ: وفاء المصطفیٰ الامجدی

مسئلہ:- از: شمس الحق قریشی سمستی پور بہار

ہمارے علاقے میں عید الفطر کا نہ چاند دیکھا گیا اور نہ ہی کوئی شرعی شہادت ملی پھر کچھ لوگوں نے ریڈیو ٹیلیفون کی خبر پر عید

کی نماز ادا کر لی اور دوسرے لوگوں نے تمیس کی گنتی پوری کر کے نماز پوری کی نماز پڑھی تو دونوں گروہوں میں کون حق پر ہے۔ نیز ریڈیو ٹیلیفون کی خبر در بارۂ ہلال کہاں تک درست ہے۔؟ بینوا توجروا.

الجواب:- جب کہ اس علاقہ میں نہ چاند نظر آیا اور نہ ہی شہادت شرعی ملی تو جن لوگوں نے ریڈیو ٹیلیفون کی خبر غیر معتبر جان کر اس پر عمل نہ کیا اور تمیس کی گنتی پوری کر کے عید کی نماز پڑھی وہی لوگ حق پر ہیں کہ یہی شریعت کا حکم ہے حدیث شریف میں ہے۔ "لا تصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروا الهلال فان اغمی علیکم فاقدروا له" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور افطار نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر ابر وغیرہ ہو تو مقدر کر لو اور دوسری حدیث میں ہے۔ "فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلثین" یعنی ابر یا غبار کی وجہ سے ۲۹ کا چاند نظر نہ آئے تو تمیس کی گنتی پوری کرو (مشکوۃ صفحہ ۱۷۴) اور جن لوگوں نے ریڈیو، ٹیلیفون کی خبر معتبر مان کر عید کی نماز پڑھی وہ سخت گنہگار ہیں کہ ۲۹ تاریخ کو رویت نہ ہونے اور شہادت شرعی نہ ملنے کی وجہ سے روزہ کا چھوڑنا اور عید کی نماز پڑھنا جائز نہ تھا۔

اور ریڈیو، ٹیلیفون کی خبر شرعا معتبر نہیں کہ ان پر خبر دینے والے اکثر فاسق یا غیر مسلم ہوتے ہیں نیز وہ اپنا دیکھنا بیان نہیں کرتے بلکہ سنی ہوئی خبروں کی خبر دیتے ہیں اگر وہ اپنا دیکھنا بیان کرے جب بھی معتبر نہیں اور ریڈیو پر سوال و جواب نہیں ہو سکتا اور اس لئے بھی کہ جب گواہ پردے کے پیچھے ہوتا ہے تو گواہی معتبر نہیں ہوئی اور آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "ٹیلیفون کہ اس میں شاہد مشہور نہیں صرف آواز سنائی دیتی ہے اور علماء تصریح فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز مسموع ہو اس پر احکام شرعیہ کی بناء نہیں ہو سکتی کہ آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ (اور یہی صورت ریڈیو میں بھی ہے) (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۲۷) اور فتاویٰ عالمگیری جلد سوم صفحہ ۴۵۳ پر ہے۔ "لو سمع من وراء الحجاب لا یسمعه ان یشهد لاحتمال ان یکون غیره اذا النغمة تشبه النغمة" اھ واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ: عبدالحمید رضوی مصباحی

۷ر جمادی الاخرہ ۲۰ھ

باب الاعتکاف

اعتکاف کا بیان

مسئلہ:-

اعتکاف واجب یا سنت مؤکدہ میں معتکف اپنی مسجد سے نکل کر دوسری مسجد کی محفل نعت میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا.

الجواب:- صورت مسئولہ میں معتکف کا اعتکاف واجب یا سنت مؤکدہ میں اپنی مسجد سے نکل کر دوسری مسجد کی محفل نعت میں شریک ہونا جائز نہیں ہے اگر معتکف دوسری مسجد کی محفل نعت میں شریک ہوا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا کیوں کہ معتکف کے لئے مسجد سے نکلنے کے لئے صرف دو عذر ہیں ایک عذر طبعی جو کہ مسجد میں پوری نہ ہوسکے مثلاً استنجا، غسل وغیرہ اگر مسجد میں ممکن نہ ہو، تو دوسرا عذر شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لئے مسجد سے باہر جانا جیسا کہ فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں ایک حاجت طبعی کہ مسجد میں پوری نہ ہوسکے جیسے پاخانہ وغیرہ۔ دوم حاجت شرعی مثلاً عید یا جمعہ جانا وغیرہ ملخصاً'' (بہار شریعت جلد پنجم صفحہ ۷۵) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۱۲ میں ہے: "لو خرج لجنازة يفسد اعتكافه و كذا لصلاتها و لو تعينت عليه او لانجاء الغريق او الحريق او الجهاد اذا كان النفير عاما او لاداء الشهادة هكذا فى التبيين. اھ." اور اگر اعتکاف واجب میں منت مانتے وقت یہ شرط زبان سے ذکر کردیا تھا کہ محفل نعت میں شریک ہوگا تو اس صورت میں دوسری مسجد کی محفل نعت میں شریک ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''اگر منت مانتے وقت یہ شرط کرلی تھی کہ مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں حاضر ہوگا تو یہ شرط جائز ہے اب اگر ان کاموں کے لئے جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا مگر خالی دل میں نیت کرلینا کافی نہیں بلکہ زبان سے کہہ لینا ضروری ہے۔ اھ'' (بہار شریعت جلد پنجم صفحہ ۷۶) اور فتاویٰ عالم گیری جلد اول صفحہ ۱۰۹ پر ہے: "و لو شرط وقت النذر و الالتزام ان يخرج الى عيادة المريض و صلاة الجنازة و حضور مجلس العلم يجوزله ذلك كذا فى تاتار خانيه ناقلا عن الحجة اھ". (ہدایہ) و اللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدیؔ

کتبہ: برکت علی قادری مصباحی